بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (الم نشرح ۴)

پیغامِ مسرّت

اکابر کی تحقیقات وفتاوی کی روشنی میں

(۱) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی

(۲) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب

(۳) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

(۴) [illegible]

تصنیف

محمد زرولی خان حفظہ اللہ تعالی

مؤسس ورئیس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

وخادم الحدیث والافتاء بہا وخطیب بالمسجد الجامع الاحسن

متصل جامعہ گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی پاکستان

شائع کردہ:

شعبہ نشر واشاعت

جامعہ عربیہ احسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پوسٹ بکس نمبر: 17008

ٹیلیفون نمبر: 4016210

جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبہ نشرواشاعت (پرنٹ میڈیا) سے
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم کی
حسب ذیل تصانیف دستیاب ہیں۔

- بدعتیوں کے درود کی شرعی حیثیت۔
- پیغامِ مسرت۔
- احسن العطر فی تحقیق الرکعتین بعد الوتر۔
- احسن المقال فی رد صیام ستۃ شوال۔
- احسن المسائل والفضائل (رمضان شریف کے احکامات)

علاوہ ازیں دیگر کتب حسب ذیل ہیں۔

- تفسیر حسن بصری۔
- علماء حق پر علمائے سو کا بہتان عظیم۔
- دعوت فکرو نظر۔
- احسن التحقیقات۔
- فرقہ جماعت المسلمین تحقیق کے آئینے میں۔
- صرف سفید عمامہ سُنّت ہے۔
- غلامانِ انگریز۔
- النہر الفائق . . ۴۰ سال سے نایاب ہونے کے بعد منصۂ شہود پر آرہی ہے (زیرِ طبع)
- رضا خانی مذہب۔
- مبتدعین کے بارے میں دوٹوک فتویٰ۔
- شیعہ مذہب کے چالیس مسائل۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم نشرح ۴)

لاؤڈ اسپیکر سے سجدۂ تلاوت محلہ والوں اور خواتین پر بغیر علم کے واجب نہیں ہوتا۔ فقہاء کرام کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔

لاؤڈ اسپیکر سے متعلق انتظامیہ اور آئمہ کرام کے لئے۔

"پیغامِ مسرّت"

اکابر کی تحقیقات و فتاویٰ کی روشنی میں

(۱) امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری

(۲) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب۔

(۳) مفتی اعظم پاکستان، مفسرِ قرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

(۴) فقیہ العصر، محدثِ اعظم حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی مفتی اعظم پاکستان

تصنیف

محمد زر ولی خان عفا اللہ تعالیٰ عنہ

مؤسس و رئیس الجامعۃ العربیہ احسن العلوم

وخادم الحدیث والافتاء بہا والخطیب بالمسجد الجامع الاحسن

منطقہ گلشن اقبال، رقم ۲ کراتشی باکستان

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت

جامعہ عربیہ احسن العلوم

گلشنِ اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی، پوسٹ بکس 17656

فون: 4818210

"پیغامِ مسرّت" پر

فقیہ العصر، محدثِ اعظم و مفتی اعظم پاکستان حضرتِ مولانا

مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ کی تقریظ مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا زر ولی خان مہتمم جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی کا تحریر فرمودہ رسالہ "پیغام مسرت" جس میں ایک شرعی مسئلہ کی وضاحت فرمائی ہے مکہ مکرمہ قیام میں عصر کی نماز کے بعد دیکھا ماشاء اللہ رسالہ خوب ہے اور حدیث و فقہ کے دلائل سے مزین ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو نافع بنائے اور طالبان حق کو اس سے روشنی عطا فرمائے آمین

[illegible] رمضان [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا زر ولی خان صاحب مہتمم جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی کا تحریر فرمودہ رسالہ "پیغام مسرت" جس میں ایک شرعی مسئلہ کی وضاحت فرمائی ہے۔ مکہ مکرمہ کے قیام میں عصر کی نماز کے بعد دیکھا ماشاء اللہ رسالہ خوب ہے اور حدیث و فقہ کے ادلّہ سے مزین ہے۔

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو نافع بنائے اور طالبانِ حق کو اس سے روشنی عطا فرمائے۔ آمین۔

الانتساب

یہ فقیر اس مختصر رسالہ کی نسبت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ کی طرف کرتے ہوئے سعادت حاصل کرتا ہے جو شریعت و طریقت کے جامع اور امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے ان قابلِ قدر ہستیوں میں سے تھے، جن کے علمی و عملی کارناموں پر امتِ مرحومہ بجا طور پر فخر کر سکتی ہے جن کے ساتھ حسنِ عقیدت کی برکت سے ہم جیسے ناکاروں کو اولیاء اللہ اور اولیاء دنیا میں فرق کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ ع

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

فہرستِ مضامین رسالہ ہٰذا

صفحہ

(۱) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ آپ کی آواز دور دور تک جاتی تھی۔ ۸
(۲) حضرات انبیاء کے معجزات اگر مخصوصات کے قبیل میں سے نہ ہوں تو اولیاء امت کو بطور کرامت کے نصیب ہو سکتے ہیں۔ ۹
(۳) امت کسب و مادہ کے ذریعے بعض خوارق عادات کو حاصل کر سکتی ہے۔ ۹
(۴) مسجد سے باہر لاؤڈ اسپیکر کی آواز جانے کے بارے میں مغالطے۔ ۱۰
(۵) مذکورہ مغالطوں کا ازالہ اور حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ و حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے حوالے۔ ۱۱
(۶) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ دقیق النظر، راسخ اور مسلم فقیہ وقت تھے۔ ۱۱
(۷) لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے نزدیک اور دور کے لوگوں تک آواز پہنچانے کی دلیل در حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ کی تفسیر معارف القرآن کی وجہ تالیف۔ ۱۲
(۸) لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو دور تک پہنچانے کی بعض وجوہ۔ ۱۳
(۹) ایک شبہ اور اس کی وضاحت ۱۳
(۱۰) مسلمانوں کے عمومی فائدہ کی خاطر بعض مخصوص گرانیوں کا تحمل ضروری ہے۔ ۱۴
(۱۱) الامور بمقاصدہا بحوالہ "الاشباہ والنظائر" ۱۴
(۱۲) مسلمانوں کو قرآن مجید سے شفاء اور رحمت نصیب ہوتی ہے اس کا ثبوت قرآن سے۔ ۱۴
(۱۳) حضرت صدیق اکبرؓ کی تلاوت اور آواز میں تبلیغ دین سے مشرکین کو اذیت پہنچتی تھی۔ ۱۵
(۱۴) اس واقعہ کے درس فقہی فوائد اور امام بخاریؒ اور حافظ بدر الدین العینیؒ کے حوالے۔ ۱۵
(۱۵) جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک مسجد نبوی سے باہر بازاروں میں سنائی دیتی تھی۔ ۱۷
(۱۶) عبد اللہ بن رواحہؓ نے آپ کی آواز بنو غنم میں سنی تھی ۱۸
(۱۷) پردہ نشین خواتین اپنے گھروں میں آپ کی تقریر اور درس سے مستفید ہوتی تھیں ۱۸
(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ آپ کا درس و تقریر ہوتا تھا بحوالہ مستدرک حاکم۔ ۱۸
(۱۹) منیٰ میں آپ کا خطبہ صحابہؓ نے اپنے اپنے خیموں میں سنا۔ ۱۹
(۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت شب حضرت ام ہانیؓ اپنے گھر میں سن سکتی تھیں۔ ۱۹
(۲۱) حضرت [illegible] فاروق اعظمؓ کی نماز فجر کی قرأت کی آواز سعد ابن ابی وقاصؓ کے گھر کے پاس سنی گئی ہے ۲۰
[illegible] کی [illegible] ۲۰
(۲۲) [illegible] اشکال اور اس کا تذکرہ ۲[illegible]
(۲۳) [illegible] کی [illegible] نماز کے علاوہ مسجد سے باہر پہنچانا [illegible] ہے۔ ۲۲
(۲۴) [illegible] ہے۔ ۲۲

صفحہ

(۲۵) حضرات صحابہؓ اور کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ کے حوالے ۲۴
(۲۶) کسی ایسے وقت میں تلاوت یا تقریر کرنا جو لوگوں کے سننے کے نہ ہوں درست نہیں ۲۴
(۲۷) فرضی ایذائیں معتبر نہیں ہیں، مفصل فقہی بحث ۲۴
(۲۸) وقت بے وقت بغیر کسی مصلحت کے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال درست نہیں ۲۵
(۲۹) علم فقہ کی فضیلت تمام اعمال دین پر ہے ۲۶
(۳۰) تلاوت قرآن کی صورت میں سننے والوں کے لئے سجدۂ تلاوت کا حکم ۲۶
(۳۱) سننے والے جب تک یہ نہ جانیں کہ آیات سجدہ پڑھی گئی ہیں سجدۂ تلاوت واجب نہیں ۲۷
(۳۲) لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ محلہ والوں اور عورتوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہیں تو مفصل بحث ۲۷
(۳۳) ایک ضروری تنبیہ و تنبیہ ہے ۲۷
(۳۴) آداب تلاوت قرآن کریم اور ایک مشہور شبہ اور ازالہ شبہ ۲۸
(۳۵) تلاوت قرآن کا سننا صرف نماز میں واجب ہے۔ ۲۸
(۳۶) تقریر بیٹھے ہوئے حضرات اگر کسی وجہ سے نہ سن سکیں تو معاف ہیں احکام القرآن
معارف القرآن وغیرہ کے حوالے ۲۸-۲۹
(۳۷) امام ابن المنذرؒ کا اس پر اجماع نقل کرنا بحوالہ تفسیر المنار۔ ۳۰
(۳۸) نصوص دین کے مقابلے میں برائے نام فتویٰ یا تحقیق معتبر نہیں۔ ۳۰
(۳۹) غیر ذمہ دار افراد سے فتویٰ لکھوانے کا شکوہ ۳۱
(۴۰) مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی "آلات جدیدہ" کا حوالہ۔ ۳۱
(۴۱) مفتی اعظم پاکستان و محدث اعظم حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب کا تذکرہ۔ ۳۲
(۴۲) بیجا سختی کرنا حدیث رسولؐ کی روشنی میں گناہ عظیم ہے ۳۲
(۴۳) لوگوں کو دین سنانے کی خاطر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ گرانی
اور تکلیف برداشت فرماتے تھے۔ بحوالہ "نوادر النوادر" ۳۲
(۴۴) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ اخلاق نبوت سے آراستہ تھے۔ ۳۳
(۴۵) کسی کی طبعی کمزوری مسائل دین کو ناجائز نہیں کر سکتی ۳۳
(۴۶) اپنی طبعی کمزوری کی وجہ سے مخلوق خدا کے ساتھ سختی کرنا گناہ کبیرہ سے بھی بڑھ کر ہے اور
اس سلسلے میں صحیح بخاری مع فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری، مرقاۃ وغیرہ کے مفصل حوالے ۳۴
(۴۷) صحیح بخاری کی ایک حدیث کی شرح حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ کی نوادر النوادر کے حوالے سے ۳۴
(۴۸) آخری وضاحت۔ ۳۵
(۴۹) ایذا کی علت کا غیر معتبر ہونا۔ ۳۵
(۵۰) بغرض علت ایذا مسجد کے اندر درس و بیان والے بھی نہیں بچ سکتے ۳۶
(۵۱) ختم رسالہ اور فقیہ العالم محدث اعظم مفتی اعظم پاکستان حضرۃ الاستاذ
حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب کا محقق و مصدقہ فتویٰ۔ ۳۶-۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ وسلامہ علی نبیہ محمد رحمۃ للعالمین وعلی آلہ واصحابہ نجوم الھدایۃ والذین ومن بھدیھم اقتدا من سائر العالمین الی یوم الدین۔

امابعد: جب سے حق تعالیٰ شانہٗ نے نوع انسان کو پیدا فرمایا ہے اور ان کی ہدایت وارشاد کے لئے حضرات انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے اس وقت سے مخلوق کو خالق سے جوڑنے کے لئے اور انسان کو فکرِ آخرت سے آشنا کرنے کے لئے منصب تبلیغ کو نفع رسانی کا عظیم ذریعہ قرار دے دیا۔ ہر دور اور ہر زمانے میں حق تعالیٰ شانہٗ کے انبیاء و مرسلین نے اور ان کے متبعین صالحین نے یہ فرض منصبی نہایت خوش اسلوبی سے ادا فرمایا ہے مگر تمام انبیاء کے خاتم جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف فرما ہوئے اور آپ کو کل کائنات کا رسول اعظم اور نبی مکرم بنا کر یہ اعزاز بخشا: یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ اور جیسا کہ صحیح البخاری اور صحیح المسلم کی حدیث میں آپ نے اپنے اور امت کے اوپر حق تعالیٰ شانہٗ کے مخصوص احسانات کو گنتے ہوئے اس بات کو بھی ارشاد فرمایا: وَکَانَ النبی یبعث اِلیٰ قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً (بخاری ج۔۱ ص ۴۸) قرآنی آیت اور حدیث صحیح سے آپ کے منصب کا، اور اس کے ساتھ آپ کے پیغام کا پوری کائنات کے لئے عام ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ اللہ جل ذکرہٗ نے آپ کی دعوت حقہ کو شرفِ عموم دیتے ہوئے فرمایا ہے: یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (الآیۃ) اسی طرح: اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ، فَاِذَا قَرَاْنٰهُ

فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (سورۂ قیامہ)

بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ چونکہ قرآن مجید کا مقدمہ اور تفسیر مفصل ہے اس لئے اس کے عام کرنے کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ نے یہ وعدہ فرمایا تھا "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کہ ہم آپ کے ذکر خیر کو اٹھائیں گے۔ ان نصوص قطعیہ کے پیش نظر قرآن پاک کے احکام کو اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور پروگرام کا پورے کائنات کو پہنچانے کی جو بشارتیں اور وعدے ذکر ہوئے ہیں ان کی روشنی میں اُمّت مرحومہ کو یہ عظیم فریضہ سونپا گیا کہ وہ اس امانت خداوندی کو بہ زندگی اہلیان عالم ناسوت کو پہنچانے کی سعی فرمائیں۔ الحمدللہ امت محمدیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ حق تعالیٰ شانہٗ کے دین حنفہ کا صحیح داعی بنی ہے اور اس دعوت کے سلسلے میں جو تدابیر اختیار کی گئیں، خواہ وہ درس وتدریس ہو یا تعلیم وتلقین ہو، یا دعوت وتبلیغ ہو، حقیقت میں یہ فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہونے کے اسباب ہیں، جو حق تعالیٰ شانہٗ کی رضا جوئی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اور چونکہ دین کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ مقدمہ اپنے مقصد کے حکم میں ہوتا ہے۔ اسی لئے دین پہنچانے کے لئے جتنے ذرائع مباحہ استعمال کئے جائیں وہ سب کے سب صرف مستحسن ہی نہیں بلکہ ضروریات کا درجہ رکھتے ہیں۔

كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى مَنْ لَهٗ اِطِّلَاعٌ بِاُصُوْلِ الدِّيْنِ۔ دعوت جب سب کے لئے ہو تو راستہ بھی وہی اختیار کیا جاتا ہے جس سے اللہ کی مخلوق مستفید ہو سکے۔ جب دنیا میں ایسا کوئی ذریعہ موجود تھا جو تذکیر وموعظت کو دور تک پہنچا سکے۔ تو حق تعالیٰ جل شانہٗ نے ہر قوم اور ہر خطے کے تقاضے کے پیش نظر انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے اور ان پیغمبروں کو ایسے معجزات عطا فرمائے کہ ان کی وہ قدسی آواز کسی ایک مجلس و محفل یا چند افراد تک محدود نہ رہی، بلکہ بہت دور تک سنائی دی گئی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ تاریخ وتفسیر کی کتابوں میں سند جید کے ساتھ

موجود ہے کہ جب آپ تعمیر خانہ کعبہ سے فارغ ہوئے، تو حق تعالیٰ شانہٗ نے آپ کو حکم دیا کہ کعبہ کی دیوار پر چڑھ کر یا جبل ابی قبیس پر سے میری مخلوق کو حج کی دعوت دیں، حضرت نے فرمایا: یارب وما یبلغ صوتی، قال اذن وعلی البلاغ اور جب حضرت ابراہیمؑ نے بحکم خدا اپنے بساط کے مطابق اوپر چڑھ کر آواز لگائی تو حدیث صحیح میں وارد ہے، فاجابوہ بالتلبیۃ فی اصلاب الرجال وارحام النساء غور کرنے کا مقام ہے کہ خدائی پیغام کسی خاص مجلس یا افراد تک محدود نہ تھی، بلکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کو سنانا ضروری تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اوپر چڑھنا اور کانوں میں انگلیاں ٹھونسنا آپ کی اس وقت کی کوشش تھی، جو بعد میں آواز دور تک پہنچانے والے آلے کے جواز اور ضرورت کی دلیل ہے۔ یہ واقعہ محدث ابن ابی شیبہؒ، حافظ ابن جریرؒ، اور امام ابن المنذرؒ اور امام بیہقیؒ نے ابن عباسؓ سے نقل فرمایا ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ اعلان فرمایا تھا۔ "لیبلغ الشاھدُ الغائبَ فانّ الشاھد عسٰی ان یبلغ من ھو اوعیٰ لہ منہ" (بخاری ج۔۱ صـــ۱۶) کہ جو لوگ موجود ہیں وہ ان تک پہنچا دیں جو غیر موجود ہیں کیونکہ بہت ممکن ہے کہ وہ زیادہ یاد رکھنے والے ہوں۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ کی آواز دور تک پہنچتی تھی، چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اس پر باب قائم کیا ہے "باب الآیۃ صوتہ صلی اللہ علیہ وسلم وبلوغہ حیث لا یبلغہ صوت غیرہ" (خصائص کبریٰ ج۔۱ صـــ۶۶)

امام بیہقیؒ نے آپ کے معجزات میں سے اسے شمار فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔ دلائل النبوۃ۔ ج۔۶ صـ۲۵۶۔ ۲۵۷ علامہ قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مرقاۃ۔ ج۔۲ صـــ۲۹۱، جو کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے آپ کو یہ معجزہ عطا

فرمایا تھا کہ آپ کی آواز دور دور تک پہنچتی تھی، جیسا کہ عبداللہ بن رواحہؓ نے قبیلہ بنو خطم میں اور ام ہانیؓ نے اپنے گھر بستر پر اور دیگر متعدد صحابہ کرامؓ نے بازاروں میں اور خواتین نے گھروں میں بارہا سنا ہے، جس کی تفصیل آنے والی ہے۔ علماء اسلام نے یہ ضابطہ لکھا ہے کہ جو کام پیغمبر کو بطور معجزہ کے آسان ہوا ہو (بشرطیکہ مخصوصات کے قبیل میں سے نہ ہو) وہ امت کے ولی کو بطور کرامت کے اور دیگر لوگوں کو سبب و مادہ سے حاصل ہو سکتا ہے، ملاحظہ ہو "موافقات" الشیخ شاطبی کی، اور "فیض الباری شرح بخاری" امام العصر مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی زمانہ حاضر میں لاؤڈ اسپیکر کا ایجاد ہونا اسی قبیل میں سے ہے، یہی وجہ ہے کہ آخر استقر علیہ الامر علماء کرام نے اس کے استعمال کو دین کے لئے جائز اور مطلوب مانا ہے، ملاحظہ ہو "آلات جدیدہ" حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور "بوادر النوادر" حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی یہ حقیقت مسلّم ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال زمانہ حاضر میں دین پہنچانے کا بہت ہی مؤثر اور فائدہ مند ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً پورے عالم میں حتیٰ کہ حرمین شریفین اور دیگر ممالک اسلام میں مسلمانوں کے ہاں اس کا استعمال عام ہے، جس سے احکام دین اور تعلیمات نبویؐ دور تک پہنچانا کافی سہل ہو چکا ہے، اس وقت تقریباً اس مسئلہ پر اجماع امت ہو چکا ہے عرب و عجم کے علماء راسخین، اولیاء ربانیین کی تلاوت اور قرأت اذان و تقریر، خطبہ و نماز، درس و بیان، اس کے ذریعے نشر ہوتے رہتے ہیں، جس سے اہل ایمان خوب خوب فائدے اٹھا رہے ہیں۔ اس واسطے اس موضوع پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہ تھی، مگر ہمیں حیرت ہے کہ زمانہ حاضر میں بعض تحریرات ایسی نظر سے گذریں جن میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے تلاوت و قرأت، یا وعظ اور بیان کو مسجد یا کسی اور محفل میں باہر والوں کے لئے غیر شرعی اقدام بتایا ہے۔ نصوص دین کی روشنی میں یہ تنبیہ یا محض خود ساختہ شاذ و غلط اور الفاظ ... مقاصد سے ناآشنا ساقی ...

معلوم ہوئی، اس لئے ہم نے خالصتاً لوجہ اللہ الکریم امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے صحیح موقف کو عامۃ مؤمنین اور خواص دین کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ امید ہے کہ جن کا مقصد دین ہو اور وہ واقعی اہل حق سے وابستگی رکھتے ہیں وہ اس سلسلے میں حق سامنے آنے کے بعد باطل پر ڈٹنے کی ضد نہیں کریں گے اور جو اہل باطل ہیں، جن کا پروگرام ہی "یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ" ہے ان کے شر اور فتن سے ہمارے مسلمان بھائی آسانی سے بچ سکیں گے وباللہ التوفیق

ذیل میں ان لوگوں کے مغالطوں کا خلاصہ عرض کیا جاتا ہے جو لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو ایک محدود محفل اور تعداد کے علاوہ باہر کے لوگوں کے لئے باعث مضرت سمجھتے ہیں۔

(۱) مائک کی آواز صرف اور صرف محفل ہی میں محدود رکھی جائے، جہاں سننے کے لئے لوگ حاضر ہوں، جلسے کے باہر دور کی دوکانوں، گھروں اور دوسرے مختلف مقامات یا مشاغل میں مصروف و مبتلا لوگوں کو، اور مصلین اور نائمین کو یا بیماروں کو لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے پریشانی لاحق ہوتی ہے، آگے ان کے نزدیک لاؤڈ اسپیکر کی آواز کا باہر جانا ہی (معاذ اللہ) مسلمانوں کے سکون و راحت میں خلل ڈالنے کا سبب ہے خواہ وہ تلاوتِ قرآن ہو، یا نماز کی قرأت ہو، یا تقریر اور درس کی آواز ہو۔

ذیل میں ہم نے ان تمام وجوہ کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور سلف صالحین کے اعمال کی روشنی میں غلط ثابت کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ اس قسم کے شبہات اور وساوس کا دلائل دین کی روشنی میں کوئی وزن و حیثیت نہیں ہے۔ علماء امت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ تبلیغ دین کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال دلائل شرعیہ کی روشنی میں صرف جائز ہی نہیں بلکہ مرغوب اور بعض اوقات تقاضۂ دین کے پیش نظر وقت کے اہم ضروریات میں سے ہے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ وعظ و تقریر، درس و تدریس وغیرہ میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال

کی ضرورت و مشروعیت پر تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ذرائع عبادت کے متعلق شریعت میں بڑی وسعت ہے، اُن کا کوئی خاص طریقہ یا خاص وضع لازم و مقرر نہیں ان میں کمی بیشی بھی کوئی جرم نہیں، جبکہ اصل عبادت میں کمی بیشی نہ ہو، اور ان میں ضرورت زمانہ و اختلاف مقام کی وجہ سے تغیر و تبدل بھی کوئی گناہ نہیں۔ بشرطیکہ یہ تغیر خود کسی شرعی حکم کے خلاف نہ ہو" آلات جدیدہ ص۱۸ جب لاوڈ اسپیکر دینی نشر و اشاعت اور اسلامی احکام و اقدار کی تبلیغی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے ایک مستحسن ذریعہ ثابت ہوا، جیسا کہ حضرت مفتی صاحب مرحوم و مغفور کی تحقیق بالا سے واضح ہوا اور مسجد کے اندر یا موجود افراد کے لئے اس کا استعمال تو سب کے ہاں معمول ہے۔ حالانکہ جب یہ ضرورت بھی بعض اکابر اور اجلّہ علماء پر واضح نہ تھی تو لاؤڈ اسپیکر کے وجود کو بھی آداب مسجد کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ایک سابقہ تحریر ملاحظہ ہو: "کیونکہ اس آلہ (لاؤڈ اسپیکر) کو مسجد میں داخل کرنا ہوگا، جو کہ اس کے احترام کے خلاف ہے، نیز تشبہ ہے مجالس غیر مشروعہ کے ساتھ" ملاحظہ ہو (بوادر النوادر) ص۲۹۳ سطر ۵

یہ صرف ضرورت واضح نہ ہونے کی وجہ تھی یا اس آلہ کے بارے میں ماہرین فن کی اطلاعات کی کوتاہی تھی ورنہ حضرت تھانویؒ کی دقتِ نظر اور تفقہ راسخ ہندوستان کے علماء میں مسلّمہ حیثیت رکھتا ہے، اب جبکہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال تقاضۂ وقت ثابت ہوا اور اس کا استعمال مسجد و خانقاہ وغیرہ میں بھی مندوب و مستحسن ٹھہرا تو اب اس کے استعمال کو باوجود مسلمانوں کی عظیم دینی ضرورتوں کے مسجدوں کی حد تک یا صرف محدود سامعین تک مقید سمجھنا دلائل شرعیہ اور قواعد فقہیہ کے صریحاً خلاف ہے، جو بطور خلاصہ کے حضرت مفتی صاحب کی تحقیق سے واضح ہوا ہے، اور پھر تعامل امت کا وجود جس کے تحت تمام دینی تقریبات میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال

سے صرف پاس بیٹھنے والے نہیں، بلکہ دور دور تک مسلمان مستفید ہوتے ہیں۔ صد ہا علماء و اجلۂ فقہاء کے تقاریر، مواعظ اور درس وغیرہ پورے پورے محلوں میں بستیوں میں اور شہروں میں سنی گئی ہیں اور آج تک یہی طریقہ ہے بلکہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تفسیر معارف القرآن لکھنے کا سبب ہی یہ بنا کہ حضرت مفتی صاحب کا درس ریڈیو پاکستان سے نشر ہونے لگا۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحبؒ خود فرماتے ہیں کہ قرآن کی تفسیر لکھنے کا ارادہ نہ تھا مگر نیرنگی تقدیر سے اس کے اسباب اس طرح شروع ہوئے کہ ریڈیو پاکستان سے روزانہ نشر ہونے والے درس قرآن سے متعلق مجھ سے فرمائش کی گئی، مزید فرماتے ہیں کہ پھر انھوں نے ایک دوسری تجویز پیش کی، کہ روزانہ درس کے سلسلے سے الگ ایک ہفتہ واری درس بنام معارف القرآن" جاری کیا جائے، جس میں پورے قرآن کی تفسیر پیش نظر نہ ہو بلکہ عام مسلمانوں کی موجودہ ضرورت کے پیش نظر خاص خاص آیات کا انتخاب کر کے ان کی تفسیر اور متعلقہ احکام بیان ہوا کریں۔ احقر نے اس کو اس شرط کے ساتھ منظور کر لیا کہ درس کا کوئی معاوضہ نہ لوں گا اور کسی ایسی پابندی کو بھی قبول نہ کروں گا، جو میرے نزدیک درس قرآن کے مناسب نہ ہو۔ یہ شرط منظور کر لی گئی، بنام خداوندی یہ درس بنام" معارف القرآن" ۳ر شوال ۱۳۷۳ھ ۲ر جولائی ۱۹۵۴ء سے شروع ہوا اور تقریباً گیارہ سال پابندی سے جاری رہا۔

معارف القرآن۔ ج۔۱ ص ۶۳-۶۴

غور کرنے کا مقام ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز تو زیادہ سے زیادہ ایک دو محلوں تک پہنچ سکتی ہے، مگر ریڈیو پاکستان سے نشر ہونے والا درس تو چار دانگ عالم میں سنائی دیتا تھا۔ اہل فکر کے لئے یہ ایک ہی واقعہ بجائے خود عظیم الشان دلیل ہے کیونکہ اس میں مجلس کی کوئی قید نہیں ہوتی، بلکہ مجلس تو ہوتی نہیں، پھر (معاذ اللہ) یہ کہنا کہ ایک مخصوص مجلس سے آواز کا باہر [illegible] خلاف دین ہے۔ یا

بعضوں کے ہاں نیکی ہی نہیں، بلکہ اذیت ہے۔ کس قدر دلیری اور روح علم کے خلاف
جرأت و بے باکی ہے' چنانچہ حضرت مفتی صاحبؒ اس درس کے سلسلہ میں دور دراز
کے مسلمانوں کے استفادہ اور دینی تشکروں کا ذکر کرتے ہوئے خود فرماتے ہیں جب
یہ درس نشر ہونا شروع ہوا، تو پاکستان کے سب علاقوں سے' اور ان سے زیادہ
غیر ممالک، افریقہ، یورپ وغیرہ میں سننے والے مسلمانوں کی طرف سے بے شمار خطوط
ریڈیو پاکستان کو اور خود احقر کو وصول ہوئے، جن سے معلوم ہوا کہ بہت سے دیندار
اور نو تعلیم یافتہ مسلمان اس درس سے بہت شغف رکھتے ہیں افریقہ میں چونکہ یہ
درس آخر شب یا بالکل صبح صادق کے وقت پہنچتا تھا، وہاں کے لوگوں نے اس کو ٹیپ
ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر کے بعد میں سب کو بار بار سنانے کا اہتمام کیا' ملاحظہ ہو
معارف القرآن۔ ج۔۱۔ صـ۹۴

ایک اور شبہ اور اس کی وضاحت: شاید کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ لاؤڈ
اسپیکر اور ریڈیو کے نشر میں فرق ہے، تو اولاً تو یہ عرض ہے کہ محفل اور چار دیواری
کا ختم ہونا دونوں میں قدر مشترک ہے۔ ثانیاً جیسا کہ لاؤڈ اسپیکر صرف مسجد سے
باہر کے مسلمانوں تک پہنچ سکتا ہے۔ اسی طرح ریڈیو کے ذریعے نشر ہونے والا بیان
بھی اُسے زیادہ اور دور تک مسلمانوں کو سنانا مقصود ہوتا ہے۔ ثالثاً جیسا کہ
لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے جو تقریر یا درس ہو رہے ہوں، تو اگر کسی عذر کی بنا پر مسلمان
نہ سننا چاہیں تو گھروں کے اندر ہی نہ سننا بہت ہی سہل ہے' جیسا کہ ریڈیو نہ کھولیں
یا کم آواز رکھنا مشاہدہ ہے' رابعاً اگر مسجد یا ایک مخصوص محل سے باہر آواز پہنچانا
از روئے شرع ناجائز ہے تو ریڈیو کے ذریعہ پہنچانا کس دلیل سے جائز ہوگا۔ خامساً
اگر قرب و جوار کے باشندوں کے فرضی ایذاء کی وجہ سے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کا پھیلاؤ
ناجائز ہو سکتا ہے تو یہ علت ریڈیو کے نشریئے میں کئی گنا زیادہ پائی جاتی ہے۔

سا دیا گیا چونکہ اصل مقصود ایذا نہیں، ابلاغِ دین اور مسلمانوں کی دینی نفع رسانی ہے،
اس واسطے دیگر خدشے ناقابلِ التفات ہیں، علماءِ اصول نے ایک قانون لکھا ہے کہ
"قد یحتمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام" (الاشباہ والنظائر
ج ۱، ص ۱۲۰)
لہٰذا زمانۂ حاضر میں چونکہ ماحول ویسے ہی بے دینی کی لپیٹ میں ہے اور فسق و فجور پورے
زور شور کے ساتھ متصادم ہے، اگر ان دینی آوازوں کو اور پیغام رسانی کے سلسلوں
کو اپنی طبعی کمزوریوں کو یا مقاصدِ دین نہ سمجھنے کی وجہ سے ناجائز کہا جائے تو اس
سے مسلمانوں کے ایک بہت بڑے نقصان ہو جانے کا احتمال، جو قریب الیقین ہے،
ہو سکتا ہے، اس لئے اگر غیر ارادی و اختیاری طور پر کہیں ایسا خدشہ پیدا بھی ہو سکا
تو وہ معاف ہے، حافظ ابن نجیمؒ نے "الاشباہ والنظائر" میں فقہاءِ دین کا ایک
ضابطہ لکھا ہے کہ الامور بمقاصدہا اور چونکہ مقصد یہاں خالص دینی اور رضائے
خداوندی ہے، اسی لئے کوئی خلافِ شرع حکم عائد نہیں ہو سکتا، اس کی سینکڑوں
مثالیں فقہ اور اصول میں موجود ہیں، یہ ہم نے صرف دفعِ شبہ کے لئے عرض کر دیا،
ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو درسِ قرآن یا تلاوتِ قرآن سے کبھی بھی اذیت
نہیں ہو سکتی، حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے "وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ
شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا"
الآیۃ، جس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لئے تلاوتِ قرآن شفاء اور رحمت ہے۔
البتہ ظالموں کا اس سے نقصان ہونا یا اُن کو اذیت پہنچنا، یقینی امر ہے۔ صحیح البخاری
وغیرہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نماز اور سوز و گداز کے ساتھ تلاوت کا تذکرہ ہے
کہ مشرکین نے یہ شکایت کی تھی کہ یہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کرتا ہے لیکن یہ
آواز سے نہ پڑھے کیونکہ اس کی آواز سے ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہوتے ہیں جس
سے ہمیں ایذاء ہوتی ہے۔ صحیح البخاری کے الفاظ ملاحظہ ہوں: "فواباً بکر

فلیعبد ربہ فی دارہ فلیصل فیھا ولیقرأ ما شاء ولا یؤذینا
بذلک ولا یستعلن بہ فانا نخشی ان یفتن نساءنا وابناءنا۔
(صحیح البخاری ج-۱۔ ص۵۵۲ آخری دو سطریں) یعنی مشرکین نے صدیق اکبرؓ کے سفارشی
ابن دغنہ سے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ کو کہئے کہ وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر پر کرے
اس میں نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھے اور ہم کو ایذا نہ دے اور نہ اس کا اعلان کرے
کیونکہ آواز کے باہر جانے سے ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہوتے ہیں جو ہمارے
لئے فتنے اور ایذاء کی بات ہے یہاں چند باتیں سمجھنے کی ہیں۔

(۱) یہ پابندی لگانا کہ صرف آواز مسجد کے اندر ہی رہے قطعاً غیر اسلامی ہے اور
سب سے پہلے یہ مشرکین نے مسلمانوں پر عائد کرنا چاہا تھا۔

(۲) آواز دین کو صرف ایک مجلس تک محدود نہ سمجھنا، اور اس کا باہر تک پھیلاؤ
حضرت صدیق اکبرؓ کی سنت ہے۔

(۳) تلاوت قرآن اور درس یا بیان سے ایذاء غیر مسلموں کو پہنچتی تھی جیسا کہ مشرکین
نے شکایت کی۔

(۴) دینی عشق جب اخلاص کے ساتھ ہو تو آواز دوسروں تک پہنچنا تبلیغ دین کا
عظیم ذریعہ ہے، صحیح بخاری کے الفاظ ملاحظہ ہوں " وکان ابوبکر رجلا بکاء
ولا یملک عینیہ اذا قرأ القرآن "

(۵) دین جب اخلاص اور عشق صحیح کے ساتھ بیان ہو رہا ہو، تو کچھ لوگوں کو اذیت
ہونا ایک فطری امر ہے۔ بخاری کا لفظ دال ہے " فافزع ذالک اشراف
قریش من المشرکین " بخاری ج-۱ ص ۶۸-۶۹

(۶) صدیق اکبرؓ اپنے گھر پر مسجد بنا چکے تھے، امام بخاریؒ نے اس پر باب باندھا
ہے " باب المسجد یکون فی الطریق من غیر ضرر بالناس فیہ ج-۱ ص

شهر بدا لابی بکر فابتنی مسجداً بفناء داره - بخاری - ج ۱ - ص ۵۵۲

حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی مسجد میں نماز اور قرأت فرماتے تھے، آپ کا ارادہ ایذا پہنچانے کا ہرگز نہ تھا۔ امام بخاریؒ نے من غیر ضرر بالناس سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اذیت کا اتہام مشرکین کی طرف سے ناحق تھا۔

(۷) وہ لوگ چونکہ اہل زبان تھے، اس لئے صدیق اکبرؓ کی نفس قرأت اور تلاوت درس اور وعظت کا کام کرتی تھی۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں - لانہ قصد تبلیغ کتاب اللہ واظہارہ مع الخوف علی نفسہ" عمدۃ القاری شرح بخاری - ج ۲ - ص ۲۵۶ جز ۴ -

(۸) حافظ بدرالعینیؒ کی تحقیق کے مطابق صدیق اکبرؓ کا ارادہ کتاب اللہ کی تبلیغ کا تھا اور حضرت جان کی پرواہ کئے بغیر یہ قربانی دیتے تھے۔

(۹) جب ارادہ تبلیغ دین کا ہو تو اس کے نتیجے میں جن لوگوں کا باطل ٹوٹتا ہے وہ اپنے لئے ایذاء سمجھتے ہیں۔

(۱۰) تفسیر وحدیث کی حدیث کی تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جس میں مسلمانوں نے تلاوت قرآن یا درس و وعظ سے ایذاء کی شکایت کی ہو۔

تلك عشرة كاملة

اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم   کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک خطبے (جو کہ تقاریر اور درس ہوتے تھے) صحابہ کرام گھروں میں بازاروں میں اور دور دراز کے قبیلوں میں سنتے تھے۔

صحاح میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمعہ کے خطبے کے بارے میں ہے کہ جب آپ خطبہ دیتے تھے تو آواز بہت اونچی ہو جاتی تھی اور مزاج اقدس

(١) میں غصہ سا پیدا ہو جاتا تھا۔ صحیح مسلم کے الفاظ ملاحظہ ہوں:
(کان رسول اللہ علیہ وسلم اذا خطب احمرت عیناہ وعلا
صوتہ واشتد غضبہ۔ صحیح مسلم۔ ج۔١ صـ ٢٨٤

(٢) مستدرک علی الصحیحین میں ہے (حتی لو ان رجلاً کان بالسوق
لسمعہ مستدرک۔ ج۔١ صـ ٢٨٧ خطبہ کے دوران جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی آواز اتنی اونچی ہو جاتی تھی کہ مسجد سے باہر بازاروں میں بھی سنی جا سکتی تھی

(٣) امام بخاریؒ نے اس پر باب باندھا ہے "باب من رفع صوتہ بالعلم"
بخاری۔ ج۔ صـ ١٤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کی تشریح کرتے ہوئے
حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: (وانما یتم الاستدلال بذلک حیث تدعو
الحاجۃ الیہ لبعد او کثرۃ جمع او غیر ذالک ویلحق بذلک ما
اذا کان فی موعظۃ) فتح الباری۔ ج۔١ صـ ١٣٢ یعنی اگر ضرورت ہو جیسے دور
والوں کو سنانا ہو یا جمع کثیر ہو خاص کر وعظ وغیرہ میں آواز دور تک پہنچانا
چاہیئے، امام احمدؒ کی مسند میں ہے۔

(٥) حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی قال ثنا عبد الرزاق انا اسمعیل
عن سماک بن حرب انہ سمع عن نعمان بن بشیرؓ یقول قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلمؐ انذرتکم النار انذرتکم النار حتی لو کان رجل
کان فی اقصی السوق سمعہ وسمع اھل السوق صوتہ وھو علی المنبر۔
مسند احمد۔ ج ٤ صـ ٢٧٢، فتح الباری ج۔١ صـ ١٣٣

(٦) جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور آپ کا خطبہ صحابہ کرامؓ دور
دور کے بازاروں میں سنتے تھے مزید تفصیل کے لئے مصنف ابن ابی شیبہ ج۔٢ صـ ١٥٨
حدیث نمبر ١٥٩٨٣ الترغیب والترہیب ج ٣ صـ ٣٥٢ (٧) عن عائشہؓ ان رسول اللہ

علیہ وسلم جلس علی المنبر یوم الجمعۃ فقال: اجلسوا فسمع عبد اللہ بن رواحۃ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلسوا فجلس فی بنی غنم

دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ ص ۲۵۶

(۸) ان عبد اللہ بن رواحۃ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم وھو یخطب فسمعہ وھو یقول اجلسوا فجلس مکانہ خارجاً من المسجد

دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۲۵۷ ان دونوں روایتوں میں یہ تصریح موجود ہے کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ بنو غنم میں مسجد نبوی سے باہر کسی جگہ میں سنا تھا اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ سے سرشار ہونے کی وجہ سے وہیں اس پر عمل کر کے بیٹھ گئے، بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے خیر دیتے ہوئے طلب فرمایا۔

(۹) جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ ہی آپ کی تقریر ہوتا تھا (کیف کانت خطبتہ قال کلام یعظ بہ الناس) مسند رک ج ۱ ص ۲۸۶

سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر مبارک بھی حضرات صحابہؓ مسجد نبوی سے باہر سن چکے تھے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے معاذ اللہ اس میں ایذا نہیں سمجھا بلکہ اس کو دین جان کر اس پر عمل فرمایا۔

(۱۰) اخرج البیہقی و ابو نعیم عن البراءؓ۔ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اسمع العواتق فی خدورھن۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور اتنی اونچی آواز سے کہ پردہ نشین عورتوں نے اپنے اپنے گھروں میں سنا خصائص کبریٰ۔ ج ۱ ص ۶۶ دلائل النبوۃ۔ ج ۶ ص ۲۵۶

(۱۱) واخرج ابو نعیم عن بریدۃؓ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما ثم القتل فنادیٰ بصوت اسمع العواتق فی اجواف الخدور خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۶

(۱۲) حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کے بعد اتنی بلند آواز سے بیان فرمایا کہ پردہ نشین عورتوں کو گھروں میں بھی سنائی دیا۔

(۱۳) واخرج ابونعیم عن ابی برزۃ۔ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالھاجرۃ العلیاء فخطبنا بصوت یسمع العواتق فی خدورھن خصائص کبریٰ ج۔۱ ص۲۶ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوپہر یا ظہر کے وقت تقریر فرمائی جسے خواتین نے گھروں میں سنا۔

(۱۴) محدث ابن سعدؒ اور امام ابونعیمؒ نے حضرت عبدالرحمن بن معاذ تیمیؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں ہمیں خطبہ دیا جسے خدا کے فضل و کرم سے ہم نے اپنے اپنے خیموں میں سنا۔ ملاحظہ ہو۔ خصائص کبریٰ۔ ج۔۱۔ ص۲۶۔

ان متعدد احادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ، درس، تقریر اور بیان مسجد نبویؐ تک محدود نہ تھے۔ صحابہ کرامؓ کا متواتر بیان موجود ہے کہ وہ مسجد نبویؐ سے باہر، بازاروں میں اور خواتین اپنے اپنے گھروں میں سنتی تھیں، سو یہ کہنا کہ تقریر یا درس و بیان کی آواز مسجد تک محدود رکھی جائے سراسر ناواقفیت پر مبنی ہے جو علم و عرفان کی روشنی میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ کی تلاوت و قرأت کی آواز بھی مسجد تک محدود نہ تھی بلکہ مسجد سے باہر بھی سنی جاتی تھی۔

---

(۱) عن ام ھانیؓ۔ قالت کنت اسمع قرأت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا علی عریشی اھلی۔ حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے گھر میں بستر پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی آواز سنتی تھی۔

(۲) عن ام ھانیؓ۔ قالت کنا نسمع قرأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی

جوف اللیل عند الکعبة وأنا علی عریشی۔

ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کعبہ شریف کے سامنے رات کی اندھیری کی قرأت گھروں میں سنتے تھے۔ دلائل النبوہ للبیہقی ج۔۶ ص۲۵۷
خصائص کبریٰ ج۔۱ ص۹۹

(۳) شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے سنن ابن ماجہ کا حوالہ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

خصائص۔ ج۔۱ ص۹۹

العریش، البیت الذی یستظل بہ۔ محیط المحیط ص۵۸۹

(۴) امام عبدالرزاقؒ نے حضرت عمرؓ کا معمول بھی نقل فرمایا ہے۔

عبد الرزاق عن عبد اللہ بن عمرؓ عن ابن سہیل بن مالکؒ عن ابیہ قال کانت تسمع قرأت عمرؓ فی صلوٰة الصبح من دار سعد بن ابی وقاصؓ

مصنف عبد الرزاق ج ۲ ص۳۰۳ حدیث نمبر ۳۸۵۹۔ حضرت عمرؓ کی نماز فجر کی قرأت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے گھر کے پاس سنی جاتی تھی، اور یہ واضح ہے کہ حضرت بن ابی وقاصؓ کا گھر مسجد نبوی سے باہر تھا۔

(۵) عبد الرزاق عن مالک عن عمہ ابی سہیل بن مالک عن ابیہ۔

قال: کانت قرأت عمرؓ تسمع من البلاط۔ مصنف عبدالرزاق ج۔۲ ص۳۳ حدیث ۴۸۹۰

حضرت عمرؓ کی قرأت باہر میدانوں اور گھروں میں سنی جاتی تھی۔

البلاط، الارض المستویة الملساء وصفائح الحجارة التی تفرش فی الدار وغیرھا۔ وکل ارض فرشت بالحجارة وبالاجرّ۔ محیط المحیط ص۵۰

بلاط کی تحقیق میں لغات الحدیث کے امام حافظ ابن الاثیرؒ فرماتے ہیں۔ البلاط ضرب من الحجارة تفرش بہ الارض ثم سمی المکان بلاطا اتساعاً، وھو موضع معروف بالمدینہ۔ نہایة ابن الاثیر۔ ج۔۱۔ ص۱۵۲

معلوم ہوا کہ بلاط نامی کوئی جگہ تھی مدینہ منورہ میں۔ اور جب حضرت عمرؓ مسجد نبوی

میں فجر کی نماز پڑھاتے تو صحابۂ کرامؓ فرماتے ہیں کہ آپ کی قرأت کی آواز وہاں تک پہنچتی تھی۔ سو معلوم ہوا کہ درس و تقریر کے علاوہ نماز کی قرأت کی آواز بھی مسجد سے باہر سننا جائز اور حضرات صحابہؓ کا اتفاقی عمل ہے اور اسے علّت ایذاء سمجھنا ناجائز اور حرام ہے بلکہ حضرات صحابہؓ کے دین اور عمل پر ایک قسم کا حملہ ہے جس کے بُرے نتیجے سے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔

ایک اشکال اور اس کا تدفیعہ

کہیں سے یہ غلط فہمی نہ پیدا ہو جائے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا یا حضرت فاروق اعظمؓ کی کرامت تھی کیونکہ معجزہ اور کرامت آیات بینات اور دلائل دین ہیں جبکہ نصوص صحیحہ سے ثابت ہوں اور وجہ تخصیص نہ ہو کما نبہ علیہ امام العصر الشیخ الانور فی فیض الباری شرح بخاری۔ چنانچہ شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ فرماتے ہیں، اور حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات شمار سے متجاوز ہیں اور اس لئے آپ کا ہر قول اور فعل اور ہر حال عجیب و غریب مصالح اور اسرار و حِکَم پر مشتمل ہونے کی وجہ سے خارق للعادۃ ہے اور معجزہ ہے ملاحظہ ہو سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۲۲۷ بلکہ یہ جواز کی مزید تقویت ہے کیونکہ جس چیز کو حق تعالیٰ شانہٗ نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت بنا دیں، اس میں نفع اور فیض ہوتا ہے، مسلمانوں کے لئے اس میں اذیت کا ادنیٰ احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔ ورنہ معجزہ معجزہ اور کرامت کرامت نہ رہی، حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:

واذا ما انزلت سورۃ فمنھم من یقول ایکم زادتہ ھذہٖ ایمانًا فاما الذین آمنوا فزادتھم ایمانًا وّھم یستبشرونؐ واما الذین فی قلوبھم مرض فزادتھم رجسًا الی رجسھم وماتوا وھم کفرون۔

التوبہ آیۃ ۱۲۴۔۱۲۵۔

اور جب نازل ہوتی ہے کوئی سورۃ تو بعضے ان میں کہتے ہیں کس کا تم
میں سے زیادہ کر دیا اس سورۃ نے ایمان، سو جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کا
زیادہ کر دیا اس سورۃ نے ایمان اور وہ خوش وقت ہوتے ہیں اور جن کے دل
میں مرض ہے سو ان کیلئے بڑھادی گندگی پر گندگی اور وہ مرنے تک کافر ہی رہے۔

تلاوت قرآن کی آواز کا خواہ نماز میں ہو یا نماز کے علاوہ ہو مسجد سے باہر پہنچنا کئی فوائد اور مصالح پر مشتمل ہے۔

حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ میں مسلمان ہونے سے پہلے ایک مرتبہ مدینہ طیبہ اس لئے آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر کے قیدیوں سے متعلق گفتگو کروں میں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں سورۃ طور پڑھ رہے تھے، اور آواز مسجد سے باہر تک پہنچ رہی تھی، جب یہ آیت پڑھی (ان عذاب ربک لواقع ما لہ من دافع) اچانک میری یہ حالت ہوئی گویا میرا دل خوف سے پھٹ جائیگا، میں نے فوراً اسلام قبول کیا، مجھے اس وقت یہ محسوس ہو رہا تھا کہ میں اس جگہ سے ہٹ نہیں سکوں گا کہ مجھ پر عذاب آجائیگا، (بلیغ معارف القرآن۔ ج۔ ۸ ص ۱۸۰ تفسیر کشاف، ج ۴ ص ۲۳ تفسیر خازن، ج ۴ ص ۱۸۶ تفسیر [illegible] المنثور، ج ۶ ص ۱۱۸ تفسیر روح المعانی، پ ۲۷ ص ۳۳ [illegible] من التفاسیر میں یہ صراحت [illegible] دوسرے تخریج من المسیب [illegible] سمعتہ [illegible] حضرت جبیر بن مطعمؓ نے حضرت کی تلاوت کی آواز مسجد نبوی سے باہر سنی اور اس کی برکت سے وہ ایمان سے مشرف ہوئے [illegible] ہوا کہ ایمان جیسی دولت [illegible] برکت تلاوت سے نصیب ہوئی تو مسلمان آبادیوں میں اس دور فتن میں تلاوت کی آواز خواہ نماز میں [illegible] ہو یا تراویح اور سحری کے وقت مسلمانوں کو جگانے [illegible] سے جو فوائد ہیں [illegible] خالی نہیں،

حضرات صحابہ [illegible] کا معمول تھا

امام ترمذیؒ نے باب باندھا ہے۔ باب ماجاء فی القرأت باللیل۔
عن ابی قتادۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر مررت
بک وانت تقرء وانت تخفض من صوتک، فقال انی اسمعت من
ناجیت، قال ارفع قلیلا، وقال لعمر مررت بک وانت ترفع صوتک ۔
فقال انی اوقظ الوسنان واطرد الشیطان، قال اخفض قلیلا ترمذی ج۱ ص۱۰۱
جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ رات کو حضرات صحابہؓ کے معمولات شب ملاحظہ
فرمائے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو دیکھا کہ وہ بہت ہی خاموشی کے ساتھ قرأت نماز میں
مشغول ہیں، حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ وہ اونچی آواز سے تلاوت فرما رہے ہیں، بعد میں
صدیق اکبرؓ سے پوچھا کہ آپ اتنا آہستہ کیوں پڑھ رہے تھے، فرمایا کہ جس سے سرگوشی
کر رہا تھا، وہ خوب سن رہے تھے فرمایا کہ قدرے اونچا پڑھا کریں۔
اور حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ آپ اتنی بلند آواز سے پڑھ رہے تھے؟ فرمایا کہ تاکہ
سوئے ہوئے لوگوں کو جگا دوں اور شیطانوں کو بھگاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے قدرے اعتدال کی تلقین فرمائی، مگر سوئے ہوؤں کو جگانے کی مصلحت اور
شیطان کے بھگانے کی حکمت آپ نے اپنے حال پر برقرار فرمایا جو اس بات کی واضح
دلیل ہے کہ وحی سے اور تعامل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر مسجد سے تلاوت خواہ
نماز میں کیوں نہ ہو، ان مصلحتوں کیلئے ہو یا اور کچھ فوائد دینی پیش نظر ہوں، تو
بلند آواز سے تلاوت جائز اور منفعت پر مبنی ہے۔ اس میں ایذا رسانی کا احتمال پیدا
کرنا از روئے وحی و تعامل صحابہؓ ناجائز ہے، یہ واقعہ مستدرک۔ ج۱۔ ص۳۱۰
معارف السنن۔ ج۴۔ ص۱۵۸ پر اور دیگر احادیث کے متداول معتبر کتب
میں موجود ہے، چنانچہ فقہاء کرام نے ایک قانون لکھا ہے کہ رمضان شریف میں اگر
کوئی ذکر یا تسبیح (تلاوت) بلند آواز سے ہو، جس سے اور لوگوں کے اشتغال میں خلل آسکے

ہو، تو درست نہیں، الا اذا کان الغرض منھا ایقاظ الناس فی رمضان لان فی ذالک منفعۃ لھم، لیکن اگر غرض سوئے ہوئے لوگوں کو سحری یا تہجد کے لئے جگانا ہو تو بالکل جائز ہے کیونکہ یہ لوگوں کے فائدے کی بات ہے" ملاحظہ ہو کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ ج ۔ ۱ ۔ ص ۳۲۶

فقہ کے اس قانون سے معلوم ہوا کہ بعض جزئیات جو ایسے ہیں کہ جن میں نائمین یا مصلین کے اضرار کی وجہ سے منع لکھا ہے، وہ کسی غرض صحیح نہ ہونے کے لئے جو تلاوت ہو، یہی وجہ ہے کہ اس میں اوقات کا بڑا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اگر وقت ایسا ہے کہ لوگوں کا آرام ضروری ہے، اور از روئے شرع اس وقت مسلمانوں کا جاگنا یا جگانا مطلوب نہیں تو ایسے وقت میں بلند آواز سے بذریعہ لاؤڈ اسپیکر تلاوت یا بیان ناجائز ہوگا۔ لیکن یہ طریقہ سوائے اہل بدعت غلاۃ کے اور کسی کے ہاں نہیں چنانچہ "ہندیہ" میں ہے۔ لو قرأ علی السطح فی اللیل جھراً یاثم کذا فی الغرائب" ھندیہ۔ ج۔۵۔ ص ۳۱۶ یہی وجہ ہے کہ مساجد میں تلاوت اکثر ان اوقات میں ہوا کرتی ہے، جو لوگوں کے سننے کے ہوتے ہیں، مثلاً نماز تراویح میں یا نماز جمعہ اور عید کے موقع پر یا اور کسی تقریب اور جلسے کے آغاز میں جس سے مقصد ترغیب اور دعوت دین ہوتی ہے۔ مسلمان ایسے موقعوں پر دلی توجہ سے سننا چاہتے ہیں، صرف اس احتمال سے منع کرنا کہ ہو سکتا ہے کسی کو ایذا ہوتی ہو صحیح نہیں ہے۔ "ہندیہ" میں ہے۔ اذا اراد ان یقرأ القرآن و یخاف ان یدخل علیہ الریا لا یترک القرآن لاجل ذالک کذا فی المحیط

ھندیہ۔ ج۔۵ ص ۳۱۶ یعنی صرف اس احتمال سے قرآن مجید کی تلاوت ترک کرنا کہ مجھ میں اس سے ریا پیدا ہوتی ہے درست نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اگرچہ فقہ حنفی کا قانون یہ ہے کہ ذکر اور دعا وغیرہ آہستہ ہونا چاہیے۔ الاصل

فی الاذکار والدعاء هو الاخفاء قاضی خان علی الهندیہ ج ۱۔ صفحہ ۲۳۵
لیکن قرآن مجید کی تلاوت کو جہر سے افضل لکھا ہے۔ الافضل فی قرأت القرآن خارج الصلوٰۃ الجہر ہندیہ۔ ج۔۵۔ صفحہ ۳۱۶ باقی یہ شبہ کہ خارج از مسجد لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں جن کے لئے سننا دشوار ہوتا ہے تو ایسے لوگ از روئے فقہ معاف اور معذور ہیں، ہندیہ میں ہے "صبی یقرأ فی البیت واھلہ مشغولون بالعمل یعذرون فی ترک الاستماع ان افتتحوا العمل قبل القرأت والافلا" ہندیہ۔ ج۔۵۔ صفحہ ۳۱۷

ہماری گذشتہ گفتگو سے یہ ثابت ہوا کہ درس وتقریر کے علاوہ، تلاوت اور قرأت کی آواز مسجد سے باہر محلے والوں تک پہنچانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہؓ کے اعمال سے ثابت ہے اور دینی مقصد خواہ وہ دعوت و تبلیغ کے علاوہ اصلاح اور ترغیب کیوں نہ ہو کے خاطر اس امر کا تقاضا ردین ہونا فقہاء کرام کے مسلمہ قوانین سے ثابت ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری اور قاضی خان وغیرہ کے جزئیات سے معلوم ہوا، لیکن ہم اس کے قائل ہرگز نہیں کہ وقت بے وقت لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے بغیر کسی مقصد اور مصلحت کے بلند آواز سے تلاوت وغیرہ گھنٹوں جاری رکھی جائے کیونکہ ایسا کرنا روایت اور درایت کی روشنی میں ناجائز معلوم ہو رہا ہے۔ وضاحت کے لئے فقہاء کا یہ جزیہ ملاحظہ ہو: لایقرأ جہراً عند المشتغلین بالاعمال۔ ہندیہ۔ ج۔۵۔ صفحہ ۳۱۶ اعتدال اس امت کی امتیازی شان ہے، ارباب فکر و نظر قرآن مجید کی آیت (وکذالک جعلنکم امۃ وسطا) الایہ سے یہی استنباط فرما چکے ہیں جیسا کہ اہل علم پر واضح ہے فقہاء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی ضروری شغل میں ہوں جس کی اہمیت دین کی روشنی میں ثابت ہو چکی ہو، ایسے موقعوں پر آواز پہنچنے کے باوجود

نہ سننے والے معاف ہیں۔ عالمگیری میں ہے: "مدرسہ یدرس فی المسجد وفیہ مقری یقرأ القرآن بحیث لوسکت عن درسہ یسمع القرآن یعذر فی درسہ عالمگیری ج۔ ۵۔ ص۳۱۷" چونکہ درس اور تعلیم دین کا نفسِ تلاوت سے اہم ہونا اصول دین سے ثابت ہے: "حکی عن ابی مطیع۔ انہٗ قال النظر فی کتب اصحابنا من غیر سماع افضل من قیام لیلۃ کذا فی الخلاصہ فتاوای عالمگیری۔ ج۔ ۵۔ ص۳۱۸" جس کا حاصل یہ ہے کہ کتب فقہ کا سرسری مطالعہ بھی پوری رات کی نفلی عبادت سے افضل ہے۔ چنانچہ خود عالمگیری میں ہے: رجل یکرر من الفقہ وغیرہ یقرأ القرآن لا یلزمہ الاستماع قال الوبری فی المسجد عظۃ وقرأت القرآن فالاستماع الی العظۃ اولیٰ۔ کذا فی القنیہ ھندیہ۔ ج ۵۔ ص۳۱۸

تلاوت قرآن کی صورت میں سننے والوں کے لئے سجدۂ تلاوت کا حکم

قرآن مجید کی وہ چودہ آیات جن کے پڑھنے سے اور سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے، اول تو ایسے مقامات پر جہاں ازروئے شرع جہر ضروری نہ ہو آہستہ پڑھنا چاہیئے، جیسا کہ فقہاء کرام نے لکھا ہے اور یہی عمل ہے۔

ہندیہ میں ہے۔ "القاری اذا کان عندہٗ قوم ان کانوا متأھبین لسجود ویقع فی قلبہ انہٗ لا یشق علیھم اداء السجدۃ، ینبغی ان یقرأ جھراً وان کانوا محدثین او یظن انھم یسمعون ولا یسجدون او یشق علیھم اداء السجدۃ ینبغی ان یقرأ فی نفسہ سواء کان فی الصلوٰۃ او خارج الصلوٰۃ۔ کذا فی الخلاصہ۔ ھندیہ ج ۱۔ ص۱۳۵" اور جب جہراً پڑھ لیا گیا تو سننے والوں کو اطلاع دینا ضروری ہے، چنانچہ یہی معمول ہے کہ پڑھنے والا شروع میں یا بعد میں اعلان کرتا ہے اور مسلمانوں کو معلوم ہو جانے کے بعد سجدہ

تلاوت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر اعلان اور علم کے باوجود بھی کوئی سجدۂ تلاوت نہ کرے تو پڑھنے والا بری الذمہ ہے جیسا کہ مسلمانوں کو معلوم ہے کہ نمازیں فرض ہیں۔ اب اگر کوئی نہ پڑھے تو یہ گناہ اس کا اپنا ہے اور اگر سننے والے کو علم نہ ہو سکا تو تاخیر معلوم ہونے تک بالاتفاق عذر شرعی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "ولو قرءہ بالعربیہ یلزمہ مطلقاً، لکن یعذر بالتاخیر ما لم یعلم" ھندیہ ج ۱۔ ص ۱۳۳

سجدۂ تلاوت کے بقیہ احکام و مسائل

لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ اگر اہل محلہ آیات سجدہ سنیں مگر جب تک ان کو معلوم نہ ہو جائے، خواہ کسی کے بتانے سے کیوں نہ ہو کیونکہ سبب وجوب گو اصلاً تلاوت یا سماعت ہے، مگر محققین نے عجمیوں کے لئے علم کی شرط بھی لکھی ہے یعنی یہ جاننا کہ اس وقت جن آیات کی تلاوت مجھے سننا نصیب ہوا۔ وہ آیات سجدہ ہیں، اور اگر یہ معلوم نہ ہو سکا تو سرے سے سجدہ واجب ہی نہ ہوا چنانچہ جامع الرموز میں ہے۔) والمتبادر انہا لا تجب الا اذا علم انہا آیۃ السجدۃ ولو بالاخبار جامع الرموز۔ ج ۱۔ ص ۲۳۱ اللباب فی شرح الکتاب ج ۱۔ ص ۱۰۳ طحطاوی حاشیہ مراقی ص ۲۶۳، فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے، "لکن لا یجب علی الاعجمی ما لم یعلم" فتح القدیر مع الکفایہ۔ ج ۱۔ ص ۴۶۶ ردّ المحتار ج ۱۔ ص ۵۱۵، حلبی کبیر میں ہے "وان لم یفہمہا من العجم اذا اخبر بہا اجماعاً" حلبی کبیر شرح منیہ ص ۵۰۱

ایک ضروری تنبیہ

یہ عنوان قائم کرنا کہ "لاؤڈ اسپیکر سے سجدۂ تلاوت تمام محلہ والوں پہ اور خواتین پر واجب کرنے کے وبال سے نجات حاصل کریں" باعث افسوس ہے کیونکہ سجدۂ تلاوت کا واجب ہونا وبال ہرگز نہیں، قرآن مجید کی آیت پر غور کرنے سے اس کا خطرہ اہل علم پر واضح ہو سکتا ہے۔ (والذین اذا ذکروا بآیات ربھم

لم یخروا علیھا صماً و عمیاناً۔ الفرقان آیۃ ۷۳۔ کیونکہ سجدۂ تلاوت کا واجب ہونا وبال ہرگز نہیں، وبال واجب سجدہ کا ترک ہے، امید ہے اگر عناد اور ضد کا وٹ نہ بنی تو عنوان پر پورے مسئلہ کی طرح نظر ثانی کرنے کا موقع نصیب ہو جائیگا

تنبیہ نمبر ۲، سجدۂ تلاوت کا واجب ہونا اور نہ واجب کرنا وبال دین ہے، اگر ایسی بات ہوتی تو فقہاء کرام سجود تلاوت کے بحث میں لکھ دیتے کہ خبردار کہ اونچی آواز تلاوت سے آیت سجدہ پڑھے کیونکہ اگر واجب ہوا تو یہ وبال کا باعث ہے، اور چونکہ ایسا کوئی جزیہ انشاء اللہ العزیز متون سے لے کر شروح تک اور حوادث و نوازل سے لیکر فتاوی تک کہیں نہیں ہے، اس لئے اس عنوان کا غلط ہونا اظہر من الشمس ہے۔

آداب تلاوت قرآن کریم اور ایک مشہور شبہ

بعض حضرات کو یہ شبہ بھی رہا ہے کہ اگر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے تلاوت قرآن یا قرأت کی آواز باہر کے لوگوں تک پہنچے گی تو چونکہ قرآن کا سننا نماز کے باہر بھی واجب ہے اور باہر کے لوگ سننے کی پابندی نہیں کر سکتے جس سے گناہ لازم آئے گا۔

ازالۂ شبہ

عرض یہ ہے، اگرچہ یہ رائے رہی ہے، لیکن احادیث صحیحہ سے جو قواعد فقہ زیادہ ہم آہنگ ہیں، اُن کی روشنی میں یہ شبہ درست نہیں ہے، امام ابوبکر جصاص رازی الحنفیہ "واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا" کی تفسیر میں قاعدۂ فقہ ذکر فرماتے ہیں (المؤمن فی سعۃ من الاستماع الیہ الا فی صلوٰۃ مفروضۃ) احکام القرآن۔ ج۔ ۳۔ ص ۳۹ جس کا حاصل یہ ہے کہ نماز کے علاوہ قرآن پاک سننے کے لئے یہ پابندی نہیں ہے بلکہ گنجائش ہے،

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بھی لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں جہراً قرأت فرماتے تھے؛ اور ازواج مطہرات اس وقت نیند میں ہوتی تھیں، بعض اوقات حجرہ سے باہر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی جاتی تھی۔ اور بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں رات کو پڑاؤ ڈالنے کے بعد صبح کو فرمایا کہ میں نے اپنے اشعری رفقائے سفر کو ان کی "تلاوت کی آوازوں سے رات کے اندھیرے میں پہچان لیا کہ ان کے خیمے کس طرف اور کہاں ہیں اگرچہ دن میں مجھے ان کے جائے قیام کا علم نہیں تھا۔

اس واقعہ میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعری حضرات کو اس سے منع نہیں فرمایا کہ بلند آواز سے کیوں قرأت کی اور نہ سونے والوں کو ہدایت فرمائی کہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو تم سب اٹھ بیٹھو اور قرآن سنو اس قسم کی روایات سے فقہاء نے خارج نماز کی "تلاوت کے معاملے میں کچھ گنجائش دی ہے۔ معارف القرآن۔ ج ۳ ص ۱۶۳

تحقیقات بالا سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوگئے :۔

(۱) قرأت سننے کا وجوب صرف نماز تک اور وہ بھی نمازی حضرات کے لئے ہے۔

(۲) نماز کے علاوہ "تلاوت و قرأت سننے کا جو حکم استحبابی ہے اس لیے گناہ لازم نہیں ہوتا۔ (۳) جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہؓ کے زمانے میں قرأت و تلاوت کا یہ معمول رہا ہے جس سے دور و قریب کے لوگ مستفیض ہوتے تھے؛ (۴) محقق قول یہی ہے جیسا کہ امام رازیؒ اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تحقیقات سے معلوم ہوا، بلکہ امام امام ابن المنذرؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ نماز اور خطبے کے علاوہ کسی اور موقع پر سننا واجب نہیں ہے کیونکہ ایک

پر استماع و انصات (کان لگا کر سننا) اگر واجب کر دیا جائے تو حرج عظیم لازم آئے گا، کیونکہ اس کا یہ تقاضہ ہے کہ علم میں مشغول آدمی اس کے سننے کے لئے اپنا علمی شغل ترک کر دے اور اسی طرح دیگر امور ضروریہ خواہ وہ دینی ہو یا طبعی چھوڑ دے (حاصل ترجمہ) اہل علم حضرات کی تسکین و تطمین کے لئے عربی عبارت ملاحظہ ہو "وحکی ابن المنذر الاجماع علی عدم وجوب الاستماع والانصات فی غیر الصلوٰۃ والخطبۃ، وذالک أن ایجابھما علی کل من یسمع أحدٌ یقرأ فیہ حرج عظیم لأنہ یقتضی أن یترک لہ المشتغل بالعلم علمہ، والمشتغل بالحکم حکمہ، والمتبایعان مساومتھما وتعاقدھما وکل ذی شغل شغلہ" تفسیر المنار۔ ج۔ ۹۔ ص ۵۵۲-۵۵۳

جب تحریر کردہ دلائل سے معلوم ہوا کہ نصوص دین کی روشنی میں درس یا تقریر تلاوت یا قرأت کی آواز مسجد سے باہر جا سکتی ہے، اور اس کا سننا اور وہاں تک پہنچانے کا اہتمام کرنا دلائل شرعیہ کی روشنی میں درست ہے تو اب کوئی فتویٰ یا تحقیق اس کے مقابلے میں شرعی حیثیت نہیں رکھتی، اسکے دلائل اور وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) نصوص کے مقابلے میں قیاس اور آراء کا خلاف شرع ہونا اصول فقہ کا مشہور مسئلہ ہے، اصول سرخسی ج۔ ۲۔ ص ۱۴۹۔ الملل والنحل ج۔ ۱۔ ص ۲۰۰ المغنی فی اصول فقہ ص ۲۹۲ صاحب ہدایہ نے سینکڑوں مقامات پر ترکنا القیاس عند الاثر کہہ کر یہی اصول واضح فرمائے ہیں۔

(۲) ہمارے امام ابو حنیفہؒ بلکہ دیگر ائمہ ثلاثہ سے بھی مروی ہے کہ اگر ہماری تحقیق اور قول کے مقابلے میں حدیث صحیح ملی تو وہ میرا مذہب ہوگا۔

"اذا صح الحدیث فھو مذھبی" کا مقولہ ان بزرگوں کی طرف متداول اور معتبر کتب میں شہرت پا چکا ہے۔ بعض تفصیلات کے لئے علامہ ابن عابدینؒ المعروف

یہ مفتی شامی کے "آداب رسم المفتی" ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ عقود رسم المفتی ص ۳۱-۳۲

(۳) فقہاء کے مسلمہ اصول کے پیش نظر ادلہ شرعیہ سے جو محقق قول سامنے آیا وہ اصل مذہب ہوتا ہے، اس کے بعض امثلہ کی طرف بھی علامہ ابن عابدینؒ نے "رسم مفتی" میں اشارہ فرمایا ہے:

اس قانون کے پیش نظر صاحبین کا اختلاف فقہ حنفی میں پایا جاتا ہے۔

(۴) چنانچہ صاحبین کا قول یا امام زفرؒ یا امام حسن بن زیادؒ کے اقوال پر بھی ادلہ قوی ہونے کی وجہ سے فتویٰ موجود ہے اور وہ عین مذہب حنفی ہے۔

(۵) امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کاشمیریؒ جنھیں حق تعالیٰ شانہٗ نے حدیث و فقہ کی امامت کا درجہ عطا فرمایا تھا اور جنھوں نے اپنی مجتہدانہ بصیرت اور ملکات سے سینکڑوں سال تک دنیا حنفیت کو مسلح فرمایا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ اگر نوادر اور شاذ روایت بھی حدیث صحیح کے مطابق ہو تو میں اس پر فتویٰ دینا چاہتا ہوں اور یہ حنفی مذہب ہی ہوگا۔ ملاحظہ ہو فیض الباری شرح البخاری، دیگر فقہائے کرام نے بھی لکھا ہے۔ ان الاعتبار لقوۃ الدلیل عقود رسم المفتی ص ۱۲

(۶) آجکل سوء اتفاق سے اکثر دار الافتاؤں میں براہ راست ذمہ دار اور صاحب استعداد مفتی کو لکھنا کم پڑتا ہے۔ اکثر معین اور حدیث العہد بالتحقیق والآخر اجوبہ لکھتے ہیں جن کی عدم ممارست اور قلت واقفیت سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا، ورنہ جن بزرگوں کو خود تحقیق کرنے کا موقع ملا ہے تو انہوں نے واقعی تحقیق کا حق ادا فرمایا ہے۔ چنانچہ زیر بحث مسئلہ کے بارے میں جب فقیہ وقت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ "آلات جدیدہ" کے نام سے جو تحقیق فرمائی ہے وہ ہمارے مدعا کی دلیل اور اپنی نظیر آپ ہے۔ چنانچہ حضرت خود فرماتے ہیں، وعظ، تقریر، درس اور تدریس وغیرہ میں آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر)

کا استعمال ایسا ہی جائز ہے جیسے سفر حج میں موٹر و ہوائی جہاز کا یا جہاد میں ٹینک اور بم کا، آلاتِ جدیدہ صـ ۱۹

حضرت مفتی صاحبؒ کی یہ تحقیق اس قسم کے مغالطوں سے بچنے کے لئے اہمی حیثیت رکھتی ہے اور جن علماء و فقہاء کو خود لکھنا پڑا یا مسئلہ پر غور کرنے کا موقع ملا تو انہوں نے بھی درست اور صحیح فتویٰ لکھا ہے جیسا کہ آگے چل کر حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب کے ایک تحریر کردہ فتویٰ پر استاذ العالم فقیہ العصر محدث اعظم و مفتی اعظم حضرت الاستاذ مولانا مفتی ولی حسن صاحب دامت برکاتہم کی تصدیق و تصویب کے ساتھ ہم عرض کرنے والے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امور مشروعہ میں بیجا تشدد کرنا بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔

جیسا کہ دلائل شرعیہ سے واضح ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر خواہ مسجد کے اندر موجود سامعین کے لئے ہو یا مسجد کے باہر کے لوگوں کو سنانے کے لئے ہو، جائز اور درست ہے اور عرب و عجم کے علماء کرام اور مسلمانوں کا عمل ہے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں پھر بھی اس کے خلاف استفتاء کرنا اور اشتہارات اور پوسٹرز نکالنا بیجا سختی اور دینیات میں مداخلت کے مترادف ہے جس کا از روئے شرع ناجائز ہونا واضح ہے یہاں یہ بات قابل فہم ہے کہ اگر کسی کی طبعی کمزوری وغیرہ کے پیش نظر وہ اس کا تحمل نہیں کر سکتا، تو وہ معاف ہے۔ چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ خانقاہ کے اندر اپنے بیان کے بلند آواز سے بھی گرانی طبع محسوس فرماتے تھے، چنانچہ فرماتے ہیں بعض مرتبہ مجمع کثیر ہونے کی وجہ سے تقریر میں آواز بلند ہو جاتی ہے اور یہ امر طبعی ہے جی چاہتا ہے کہ سب سنیں جس کا اثر دیر تک دماغ پر رہتا ہے یہ بھی ایک تکلیف ہے۔ الافاضات الیومیہ من ملفوظات حکیم الامۃ

ج۔۱۔ ص۲۲ سطر۱۰-۱۱۔

غور فرمانے کا مقام ہے کہ حضرت کو اپنی تقریر میں اپنی آواز کے بلند ہونے سے تکلیف اور گرانی ہوتی تھی، مگر اخلاق نبوت سے متصف ہونے کی برکت سے فرماتے ہیں کہ "جی چاہتا ہے کہ سب سنیں" واقعی جنھیں حق تعالیٰ شانہٗ خیر کے ارادے سے نوازیں، انکا یہی حال ہوتا ہے مگر سمجھنے کی بات یہ ہے کہ حضرت نہ تو اسے حرام سمجھتے ہیں اور نہ اس کے خلاف کوئی حکم صادر فرماتے ہیں، یہ شریعت کے جامع ہونے کی ایک واضح مثال ہے، امور طبعیہ کی وجہ سے مسائل دین میں سختی پیدا کرنا احادیث مبارکہ کی روشنی میں عظیم جرم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ (ان اعظم المسلمین جرما من سأل عن شیٔ لم یحرم فحرم لاجل مسألتہ) بخاری۔ ج۔۲۔ ص۱۰۸۲ احادیث ۲۳۸۹ شرح حدیث میں سے اس حدیث کی شرح میں جس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے عظیم مجرم وہ شخص ہیں جو کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جو کہ حرام نہ ہوں اور اس کے سوال کی وجہ سے وہ حرام ہوجائے۔ حافظ الحدیث علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں (ان السوال عن الشیٔ بحیث یصیر سببا لتحریم شیٔ مباح ھو اعظم الجرم لانہ صار سببا لتضییق الامر علی جمیع المکلفین فالقتل مثلاً کبیرۃ ولکن مضرتہ راجعۃ الی المقتول وحدہ اوالی من ھو منہ بسبیل بخلاف صورۃ المسألۃ فضررہ عام للجمیع) فتح الباری۔ ج۔۱۳۔ ص۲۶۸-۲۶۹ حافظؒ کی شرح کا حاصل یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کرنا جو کسی مباح یعنی جائز کام کو ناجائز بنانے کی وجہ بنے بہت بڑا جرم ہے کیونکہ اس طرح مسلمانوں کے ساتھ تنگی اور سختی پیدا ہوگی۔ سو قتل بھی ایک گناہ ہے مگر اس کا نقصان صرف مقتول یا وہ جو مرتکب قتل ہے ان کو پہنچتا ہے مگر اس سوال کرنے

میں تمام مسلمانوں کے ساتھ سختی کرنا اور ان کا نقصان کرنا ہے مزید ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۱۲۔ جز ۲۵ صفحہ ۳۲۔۳۳ ارشاد الساری ۔ ج ۱۰۔ صفحہ ۳۰۹ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۔ صفحہ ۳۳۰

حق تعالیٰ شانہٗ سب مسلمانوں کو نیکی برباد گناہ لازم کے ارتکاب سے محفوظ فرمائے یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہؓ میں سے اگر کسی سے باوجود اخلاص نیت کے کہیں سختی اور تشدد ہو جاتی تو حضرات صحابہؓ اس کو ناپسند فرماتے تھے اور تشدد کرنے والے کو منع فرماتے تھے ۔ ملاحظہ ہو بخاری ۔ ج ۱۔ صفحہ ۳۵ کان ابو موسیٰ الاشعریؓ یشدد فی البول الخ ۔ فقال حذیفۃؓ ، لیتہ امسک" کے الفاظ صریح موجود ہیں۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں ۔ دیکھئے ، فتنزہ عن البول شریعت میں اس درجہ مطلوب ہے کہ اس میں کوتاہی کرنے پر وعید شدید بھی وارد ہے اور ایسا مبالغہ فی التنزہ آسانی سے ممکن بھی ہے کیونکہ شیشی قارورہ کی ہر شخص کو میسر ہو سکتی ہے مگر پھر بھی نہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اہتمام فرمایا، نہ حضرات صحابہؓ نے اور اگر حضرت ابو موسیٰؓ نے غلبہ حال سے اس کا اہتمام بھی کیا تو حضرت حذیفہؓ نے ان پر نکیر فرمایا اور حضرت ابو موسیٰ نے نہ اس نکیر پر کچھ کلام فرمایا، نہ دوسروں کو ایسا کرنے کی رائے دی" اس سلسلے میں مزید فرماتے ہیں" تو اس میں ایسا مبالغہ کرنا اور اس کی اشاعت کا اہتمام کرنا یسر فی الدین کے سراسر خلاف ہے" وفی ھذہ الکفایۃ لمن طلب الحق ۔ بوادر النوادر صفحہ ۴۹۲

حضرات صحابہؓ کے ان ارشادات کی روشنی میں حضرت تھانویؒ کی شرح و تفصیل سے جائز کو ناجائز کرنے والوں اور اس سلسلے میں نشر و اشاعت کرنے والوں کو دیدۂ عبرت کھول دینا چاہیے کہ کہیں تنگی یا اذیت کا طوق اپنے گلے میں آویزاں نہ ہو؟ ؎

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

آخری وضاحت:

پیش کردہ تفاصیل اور دلائل سے جیسا کہ پڑھنے والے حضرات پر یہ واضح ہو چکا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے مناسب اوقات میں تلاوت یا درس و تقریر بالکل جائز اور شریعت اور وقت کا عین تقاضہ ہے۔ جو حضرات اس سلسلے میں آواز کو مسجد یا کسی دوسری مجلس تک محدود رکھنا ضروری سمجھتے ہیں اور باہر کے لوگوں تک آواز کا پہنچنا یا اس کا اہتمام کرنا ناجائز سمجھتے ہیں۔ ان کے اس کہنے کا غلط ہونا ان شرعی دلائل کی روشنی میں بفضلہ تعالیٰ واضح ہو چکا ہے۔ تنبیہ مزید کے طور پر یہ عرض کرنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ جن حضرات نے اس سلسلے میں جو کچھ لکھا ہے انہوں نے حرمت کی علت اذیت بتائی ہے جیسا کہ ایک صاحب علم سے ایک گفتگو کے دوران یہ معلوم ہوا تھا۔ سو عرض ہے کہ ہمارے سابقہ تحقیق و تحریر سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ یہ علت اصول دین کی روشنی میں کالعدم ہیں اگر بالفرض یہ علت درست ہوتی تو یہی ایذا جب مسجد کے اندر درس یا بیان ہو تو بھی موجود ہوتی ہے کیونکہ مسجد کے اندر والے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے یہ حضرات خود بھی قائل بلکہ اس پر عمل پیرا ہیں جیسا کہ ان کی تحریرات اور اعمال سے ظاہر ہے کیونکہ درس و بیان، وعظ یا تقریر نمازوں کے اوقات ہی میں ہوتے ہیں غیر اوقات نماز میں عمل کسی کا نہیں ہے اور تقریباً تمام اوقات میں نماز پڑھنے والے آتے رہتے ہیں اور از روئے شرع چونکہ وہ بنیت نماز ہی مسجد میں آتے ہیں اور اس وقت کا سب سے بڑا فریضہ بھی نماز ہی ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان کو نماز پڑھنے سے نہیں منع کیا جا سکتا، تو بیان یا درس سے یقیناً ان کی نماز میں حرج واقع ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ایذا کی علت متحقق ہوتی ہے کیونکہ مسجد سے باہر محلے کے لوگ تو بجائے صحن کے کمرے میں، یا کمرے کے بھی دروازہ اور کھڑکی بند

کر سکتے ہیں لیکن مسجد میں آنے والے بعد میں نماز پڑھنے والوں کو سخت اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، تو پھر مسجد کے اندر بھی ان کی تحقیق کے مطابق درس یا تقریر ناجائز ہونا چاہیئے۔ حالانکہ اس کے ماننے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں ہے، خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہاں بھی اوقات نماز میں ذکر و تعلیم کا سلسلہ اوقات نماز میں رہتا تھا، جیسا کہ گذشتہ تحریرات سے معلوم ہوا ہے۔ اہل علم کے مزید اطلاع کے لئے بخاری شریف۔ ج۔۱۔ ص۱۱۶ باب الذکر بعد الصلوٰۃ اور ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبۃ کان علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابن عباس کنت اعلم اذا انصرفوا بذالک اذا سمعتہ۔ پر غور کرنا کافی ہے۔ اگر کسی نے مزید تفصیل دیکھنی ہو تو بذل المجہود۔ ج۔۲۔ ص۹۳ ، المدخل ج۔۱۔ جز ۲ ص۸۱ البرہان فی علوم القرآن۔ ج۔۱۔ ص۴۷۵ ملاحظ فرما سکتے ہیں۔

بلکہ مسجد سے باہر کے لوگوں کے سکون سے زیادہ مسجد میں نماز پڑھنے والوں کے سکون کا لحاظ ضروری ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کی وضاحت کافی ہے (واذا ضاق المسجد کان للمصلی ان یزعج القاعد عن موضعہ لیصلی فیہ وان کان مشتغلا بالذکر او الدرس او قرأۃ القرآن او الاعتکاف۔ فتاویٰ عالمگیری۔ ج۔۵۔ ص۳۲۲ چونکہ یہ اشارات خالص اہل علم کے لئے ہیں اس لئے ترجمہ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ ان تمام باتوں کے باوجود درس اور تقریر بیان اور وعظ مساجد میں اسلام کے دور اول سے آج تک بفضلہ تعالیٰ جاری ہیں۔ سو معلوم ہوا کہ ارادہ نفع رسانی کا ہو، اور مقصد اصلاح تعلیم و تبلیغ دین ہو اس قسم کے خلل غیر مطردہ کا اعتبار نہیں ہوتا ہے، اور اصول کا مشہور قانون ہے

"الامور بمقاصدها" الاشباہ والنظائر ج ۱، ص ۴۲ نافذ العمل ہوتا ہے۔ ہم نے از حد کوشش کی کہ بات مختصر اور مدلل اور سلف اور خلف کے متفقہ موقف کی روشنی میں ہو جس کی وجہ سے سینکڑوں دلائل ضبط تحریر میں نہیں لا سکے، جو کچھ لکھا گیا ہے گو مختصر ہے مگر امید ہے کہ طالبان تحقیق کے لئے باعث تسلی و تشفی اور علماء دین کے لئے اطلاع مبین کا باعث ثابت ہوگا، اس سلسلے میں فقیہ العالم محدث اعظم و مفتی اعظم پاکستان استاذنا المکرم حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب دامت برکاتہم کا مصدقہ فتویٰ حرف آخر اور قول فیصل کی حیثیت سے پیش خدمت ہے جو ہمارے رسالہ کے لئے تکمیل اور مقاصد کے لئے تتمیم اور طالبان حق کے لئے تبشیر اور نعمت عظمیٰ کی حیثیت رکھتا ہے۔ وباللہ التوفیق

کتبہ ۲ رجب ۱۴۰۸

محمد ولی خان عفا اللہ عنہ

خادم الافتاء والحدیث

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ مسجد میں بعد از نماز درس قرآن کریم و مسائل دینیہ کے بیان کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیسا ہے؟ جبکہ اکثر حضرات سنتوں سے فارغ ہو چکے ہوں، جبکہ اہل محلہ بھی درس قرآن لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سننے کے مشتاق ہوتے ہیں، بعض حضرات درس و تقریر لاؤڈ اسپیکر سے حرام سمجھتے ہیں، اگر یہ حرام ہو تو کیا پورے ملک کے خطباء جو جمعہ وغیرہ کی تقریریں لاؤڈ اسپیکر سے کرتے ہیں حرام کے مرتکب ہیں؟ اگر ہوں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

بینوا و توجروا۔ المستفتی

مزمل حسن عفی عنہ

A-۲۹ بسیرا اپارٹمنٹ گلشن اقبال ۲؎

کراچی

باسمہ تعالیٰ

الجواب

مذکورہ بالا صورت میں جب اہل محلہ اور مسجد کے ارباب بست و کشاد لاؤڈ اسپیکر سے تقریر و درس قرآن سننے کا شوق رکھتے ہیں تو لاؤڈ اسپیکر سے تقریر اور درس قرآن دینے میں کوئی حرج نہیں، شرعاً ہر اس جائز ذریعے کو استعمال کرنا جائز ہے، جس سے دین کی تبلیغ زیادہ سے زیادہ ہو جائے۔ لاؤڈ اسپیکر سے یہ تبلیغ زیادہ سے زیادہ ہوتی ہے، خواتین اور معذور حضرات جو مسجد تک نہیں آسکتے، درس و تقریر کے سرچشمے سے مستفیض ہو جاتے ہیں۔

نیز اگر لاؤڈ اسپیکر کی آواز متوسط اور درمیانی رکھی جائے تو باہر سننے والوں پر

بوجھ بھی نہیں پڑتا۔ ہاں اگر تقریر یا درس قرآن ایسے وقت میں دے دیا جائے جو لوگوں کے سونے کا وقت ہو اور عام لوگ سوئے ہوں تو مکروہ ہے۔ نیز اگر نمازیوں کا جم غفیر نماز میں مشغول ہو اور درس دیا جائے تو یہ بھی مکروہ ہے۔ جو حضرات لاؤڈ اسپیکر سے درس و تقریر کو حرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب سمجھتے ہیں ان کو دلیل قطعی بیان کرنا چاہیئے کیونکہ حرام کے ثبوت کے لئے دلیل قطعی ہونا چاہیئے نیز اگر درس و تقریر لاؤڈ اسپیکر سے گناہ کبیرہ ہو جائے تو ملک کے تمام خطباء جو لاؤڈ اسپیکر سے تقریریں کرتے ہیں، گناہ کبیرہ کے مرتکب قرار پائیں گے اور گناہ کبیرہ کے مرتکب کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے تو پھر کسی کی نماز کی خیر نہیں ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "عبادات غیر مقصودہ، وعظ، تقریر، درس و تدریس وغیرہ میں آلہ مکبر الصوت کا استعمال ایسا ہی جائز ہے جیسے سفر حج میں موٹر و ہوائی جہاز"

آلات جدیدہ ص۳۸

البتہ یہ ضروری ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو حدود شریعت میں رکھا جائے

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: رضاء الحق عفی عنہ

۱۸ محرم ۱۴۰۷ھ

الجواب صحیح

ولی حسن ۱۸ محرم ۱۴۰۷ھ

المفتی ولی حسن

رئیس دار الافتاء، جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

واحسن کما احسن اللہ الیک (الآیۃ)

جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبہ نشرواشاعت (الیکٹرونکس میڈیا) سے

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ العالی

کی حسب ذیل تقاریر دستیاب ہیں۔

دورہ تفسیر کے مکمل کیسٹس

جمعۃ المبارک کی تقاریر کے کیسٹس

جمعۃ المبارک کے بعد فقہی مجلس میں سوالات وجوابات کی نشست کی کیسٹس

۲۰۰ گھنٹے کے دورہ تفسیر کے بیانات صرف دو CD میں دستیاب ہیں۔

کمپیوٹر M.P.-3, CD